سوال

(121)لیس منا"کا مفہوم"

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حدیث میں آیا ہے جو دھوکہ دیتا ہے ''فلیس منا'' جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا ادب نہیں کرتا اس کے بارے میں آیا ہے ''فلیس منا'' اس کا کیا مفہوم آیا وہ امت محمدیہ ﷺ سے خارج ہو کر کافر ہو گیا یا اور کوئی مفہوم ہے۔ مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

دھوکہ وفراڈ کرنے والے چھوٹوں پر رحم نہ کرنے والے، بڑوں کی عزت وتوقیر نہ کرنے والوں کے متعلق وعیدیں وارد ہوئی ہیں لیکن احادیث مبارکہ میں یہ الفاظ نہیں کہ ''فهو لیس من أمتي '' یعنی وہ میری امت میں سے نہیں بلکہ ''فلیس منا'' کے الفاظ وارد ہوئے ہیں یعنی ہمارے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہماری امت میں سے نہیں اگر یہ مطلب لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے کاموں کا مرتکب کافر ہو گیا اور وہ کبھی بھی جہنم سے نہیں نکالا جائے گا۔

حالانکہ خود قرآن مجید فرماتا ہے کہ مشرک کے علاوہ باقی کبیرہ گناہ جسے اللہ تعالی چاہے ابتدا ہی میں معاف کر دے یا بالآخر معاف کر دے۔ لہذا اگر ان کاموں کا مرتکب امت سے خارج ہے اور کافر ہو چکا ہے تو اس کی مغفرت ہرگز نہ ہوگی اور یہ بات نص قرآنی اور کتنی ہی صحیح احادیث کے خلاف ہے۔

لہذا اس کا یہ مطلب نہیں بلکہ یہ اس طرح ہے جس طرح کسی نالائق بچے کو اس کا والد یہ کہتا ہے کہ تو میرا بیٹا ہی نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ تو میرا حلالی بیٹا ہی نہیں اور میری اولاد سے خارج ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تو میرا لائق اور نیک وصالح بیٹا نہیں ہر زبان میں کلام مبالغہ اور زور پیدا کرنے کے لیے اس طرح افعال بد کو استعمال کیا جاتا ہے، یعنی اگر تو میرا بیٹا ہوتا تو میرے ساتھ اس طرح کا سلوک نہ کرتا اور اس قدر میری نافرمانی نہ کرتا گویا کہ تو مجھے اپنا باپ ہی تسلیم نہیں کرتا۔

اس طرح کی عبارات ہر زبان میں کلام میں مبالغہ اور اہمیت ظاہر کرنے کے لیے موجود ہیں جو مجازیا استعارہ یا تشبیہ بلیغ وغیرہ میں پیش کی جاتی ہیں اور اہل لسان کہنے والے جسے کہا گیا ہے اور کس حالت میں کہا گیا ہے ان سب باتوں کو مد نظر رکھ کر پھر اس کا صحیح مطلب اخذ کرتے ہیں۔

حسد کرنے والے کے متعلق صحیح حدیث میں اس طرح ہے کہ:

''حسد انسان کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔''

باقی سائل کے نقل کردہ الفاظ مجھے یاد نہیں، مخلوق کو تکلیف دینے والے کے متعلق صحیح بخاری میں اس طرح ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر لوگ محفوظ ہوں اور فرمایا وہ شخص کامل مومن نہیں جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ و مامون نہیں۔

باقی آگے سائل نے نماز وغیرہ کے متعلق لکھا ہے اس لیے عرض ہے کہ پہلے لکھ چکا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرے گا۔ لہذا ان کاموں کے مرتکب کی نماز (اگر اس نے صحیح طریقے پر پڑھی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی کا فرض سمجھ کر اس کی رضا کے حصول کےلیے ادا کی ہے تو وہ نماز) اور دیگر اس طرح کے کام ضائع نہیں ہوں گے۔ بلکہ اصل معاملہ اس طرح ہوگا کہ اگر کسی شخص نے کسی کے ساتھ بھی ظلم وزیادتی کی ہوگی اور اس کی زندگی میں اس کا حق تلف کیا ہوگا تو اگر اس نے اس سے معافی طلب نہیں کی تو آخرت میں اس کے اعمال میں سے مظلموں کو ظلم کے بقدر دیا جائے گا۔ پھر اگر مظلوموں میں نیکیوں کی تقسیم کے بعد بھی اس کی کوئی نیکی بچ گئی تو نجات پا جائے گا اور اگر کوئی نیکی نہ رہی بلکہ سارے کے سارے اعمال مظلوموں میں تقسیم ہوگئے تو وہ جہنم میں داخل کردیا جائے گا۔ پھر بعد ایمان اور توحید پر مستقیم رہنے کی وجہ سے اللہ تعالی کے خصوصی فضل وکرم سے نجات پا جائے گا اور یہی صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 468

محدث فتویٰ